

اسلامی حدود و قصاص

بائبل اور عقل سلیم کی روشنی میں

عنبر مصباحی

آج کے روشن خیالی اور قدامت دشمنی کے ماڈرن سیلاب میں انسان اور انسانیت کی حفاظت و بقا کافی مشکل ترین امر بنتا جا رہا ہے۔ جدت پسندی کی آندھیاں ہزاروں سالوں سے قائم اور جھوٹے درختوں کی جڑو بیخ اکھاڑنے میں لگی ہوئی ہیں۔ قدیم اصول و قوانین کو فرسودہ اور لغو قرار دینے کی ایک مسابقت چل پڑی ہے۔ عمدہ سے عمدہ اور متفق علیہ امور کو فرسودہ اور ریٹائرڈ قرار دے کر ان کے نام زبردستی پینشن جاری کیا جا رہا ہے۔ فلاح و کامرانی کے ضامن افکار و نظریات اور کامیاب طرز معاشرت کو بھی بنیاد پرستی کا لیبل لگا کر باعث ننگ و عار قرار دیا جا رہا ہے۔ تخلیق جہاں کے وقت سے چلے آ رہے حیات و زیست کے جامع اخلاق و کردار صرف اس لئے بزم دانش سے نکالے جا رہے ہیں کہ وہ کسی ملحد و بے دین سائنس دان کی ”منفرد عقل“ کے خلاف ہے۔ اور یہ سب بھی اسی جمہوریت کے دور عروج میں ہو رہا ہے جو اکثریت کی رائے اور ان کے خیالات کی حکومت کی قائل ہے۔ آزادی رائے اور حقوق کی آزادی کے نعرے اتنی شدت سے بلند کئے جا رہے ہیں کہ انسان تمام دیرینہ اخلاقی اور معاشرتی زنجیروں کو اپنے لئے قید و بند سمجھ کر انہیں ٹوڑنے پہ کمر بستہ اور مجبور کر دیا جا رہا ہے۔ نوبت ایں جا رسید کہ ایک روشن خیال باپ نے اپنے ماڈرن بیٹے کو کسی امر ناگوار پہ سرزنش کی تو اس نے کہا:

ڈیڈ! زیادہ جمانے کا نہیں۔ یہ اکیسویں صدی ہے۔ آزادی کا دور ہے۔ ڈیڈی اور ممی کے آخر سے ”می“ ختم کر کے اکیسویں صدی کے والدین کو یہ پیغام دیا گیا ہے کہ ”می“ کے ساتھ ان کے اختیارات بھی ختم کر دئے گئے ہیں۔“

گلفشاں مسجد

www.gulfishanmasjid.com

یہ ماڈرن اتج کی جدت پسندی اور روشن خیالی ہے کہ اب ہر چیز نئی لاؤ۔ اور ایک درزی کے بقول: ”پھٹا پیٹت
پہننا فیشن اور نیو اسٹائل ہے جب کہ بے پھٹا پہننا قدامت پسندی“

اور اب تو وہ افکار و نظریات جن پر انسانیت کی بقا موقوف و مرکوز ہے وہ بے چارے بھی اکیسویں صدی کے
ان اعلیٰ دماغ اور روشن خیالوں کے روشن خیالی کے نشتر سے مجروح ہوتے جا رہے ہیں۔ جسم فروشی جس کے ایک قبیح
اور ناقابل قبول فعل ہونے پہ دنیا ہزاروں سال سے بلا تفریق ملک و مذہب متفق رہی ہے آج اسے آزادی اور روشن
خیالی کے نئے کلیہ سے قانونی جواز (Legalization) مہیا کیا جا رہا ہے۔ صرف اسلام ہی نہیں دنیا کے تمام مذاہب
سمیت ہر انسان نے حفظ جان کی حکمت کو مد نظر رکھتے ہوئے قتل و جراحات کی سزا ”**قصاص**“ متعین کیا ہے۔ اس
کائنات کے پھولوں کی خوشبوؤں کو سونگھنے والے، کانٹوں پہ چلنے والے، ہواؤں کو چیر کر مہینوں کا سفر پل بھر میں طے
کرنے والے، چاند و سورج کی شعاعوں کو سانس کی زنجیروں میں جکڑ کر انسانوں کے لئے کارآمد بنانے والے، ماہتاب
پہ کمندیں ڈالنے والے، فضاؤں کو مسخر کرنے والے، پہاڑوں اور چٹانوں کو بسیرا بنانے والے، درختوں کی پتیوں کو بطور
غذا اور لباس کام میں لانے والے، زرق برق اور شاہی لباس پہننے والے اور اس خاکدانِ گیتی کے ذرے ذرے کی
سیاحت کرنے والے جمیع انسان ”**جیسا جرم ویسی سزا**“ کے اصول پہ آدم تائیں دم متفق رہے۔ یہی وجہ ہے کہ
تقریباً دنیا کی ہر زبان میں ”**جیسی کرنی ویسی بھرنی**“، ”**Tit For Tat**“ اور ”**کَمَاتَدَيْنُ تَدَان**“ کے محاورات مستعمل
ہیں۔ مگر اب نیا دور، نئی امنگیں، نئے محبوب (ہم جنس)، نئی منزلیں اور نئے مقاصد کا دور دورہ ہے۔ جب تک دنیا کم
ترقی یافتہ اور ”نیم جاہل نیم عالم“ رہی اس کے دانشور اور اعلیٰ دماغ سمجھے جانے والوں نے ”**جیسی کرنی ویسی
بھرنی**“ کو ملکی آئین و دستور کا اہم جز مانا۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ دنیا امن و محبت، سلم و سلامتی اور امن و سکون سے بھری
مختصر سی جنت نظر آتی تھی۔ مگر جب سے ترقی نے برق سے رفتار مستعار لی ہے اور علم و سائنس کی روشنی تیز ہو گئی
ہے تب سے اسلاف بیزاری اور آباؤ اجداد کی ”تحقیق“ کا طوفان بھی تیز تر ہو گیا ہے۔ نئے دور کے زیادہ علم والے
اور ڈھیر ساری ترقی یافتہ انسانوں نے قصاص اور سزائے موت کو فرسودہ اور دور جہالت (The Time Of
Ignorance) کی علامت بتا کر ختم ہی کر دیا۔ نتیجہ دنیا میں تقریباً پانچ ہزار سے زیادہ افراد یومیہ قتل کر دیے جاتے
ہیں۔ اور یہ دنیا ترقی کی معراج کے باوجود ظلم و ستم، حقوق تلفی، دل آزاری، نا انصافی و بے ایمانی اور چوری و ڈکیتی کی
آماجگاہ بنتی جا رہی ہے اور آج آدم کی اولادیں اسی سرزمین پہ جہنم بسانا چاہتی ہیں۔

اسلام میں حکم قصاص و حدود

سب سے پہلے میں ایک امر کی وضاحت کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ میری تحریریں اور نگارشات غیر جانبداری اور معروضی مطالعہ پہ مبنی ہوتی ہیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی روشن خیال مسلم یا غیر مسلم مجھے صرف اس لیے تعصب کا الزام دے کہ میں نے معروضی مطالعہ کے وقت ”اسلامی عقائد“ اور شریعت اسلامیہ کے ناقابل تبدیل اور اٹل افکار و نظریات سے اپنے ذہن و فکر کو خالی نہیں کیا تو وہ مجھے شوق سے ایک ”متعصب نثر نگار“ یا ایک ”جانبدار عالم“ کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اگر ان کے نزدیک مذہبی قیود و حدود اور اس کے معتقدات سے آزاد ہو کر تحقیق اور ریسرچ کرنے کو ہی معروضی مطالعہ یا غیر جانبدارانہ تحقیق کہتے ہیں تو یہ ”الحادی تحقیق“ ان جیسے محققین کو ہی مبارک ہو!۔ ہم ایک لمحے کے لیے بھی اپنے دل سے اسلامی معتقدات اور قرآنی پیغامات کو الگ کر ہی نہیں سکتے ہیں۔ ہم تو اسلام کے وہ خادم اور سپاہی ہیں جنہوں نے عصر حاضر کی تلوار ”قلم و قرطاس“ کو ہی اپنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اسی سے اشاعتِ اسلام مقصود اور تبلیغِ دین مطلوب ہے۔

اسلام نے نسل انسانی اور اس کے اعضاء و جوارح کی حفاظت کے عظیم مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان پر کی جانے والی زیادتیوں کی سزا ”قصاص“ یعنی اسی کی مثل کو متعین کیا اور قرار دیا ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ“

اے مومنو! تم پر مقتولوں کے معاملے میں مثل کو واجب کیا گیا۔

(سورة البقرة: ۱۷۸)

اور اس کی حکمتوں کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

”وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ“

اے دانش مندو! تمہارے لئے (قتل و جراحات کے معاملے میں) قصاص میں ہی زندگی ہے۔

گلفشاں مسجد

www.gulfishanmasjid.com

(سورة البقرة: ۱۷۹)

لیکن سطح بینوں کو حکم قصاص ایک جابرانہ و ظالمانہ اور حقوقِ انسانی مخالف قانون نظر آتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ”موت میں حیات“ یہ کیسے ہو سکتا ہے...؟؟

مگر دانشوری کے سمندر کی غوطہ زنی کر کے صدف نکالنے والے اور ان موتیوں کی چمک سے ساری دنیا کی عقلوں کو خیرہ کر دینے والے علمائے اسلام اور مفسرینِ کرام ارشاد فرماتے ہیں:

”**قصاص**“ کے وجود سے ہی نوعِ انساں کی حفاظت و صیانت مربوط ہے۔ کیوں کہ جب کسی شخص کو اس امر کا خوف ہو گا کہ کسی دوسرے کی جان لینے کے عوض اسے بھی قتل کیا جائے گا۔ کسی شخص آخر کے ہاتھ، پاؤں، کان، ناک، آنکھ وغیرہ اعضا کو ضائع کرنے کی سزائیں اسے بھی ان ہی دردناک سزائوں کا سامنا بہر حال کرنا ہو گا تو وہ جوش و جذبات کی روانی میں بے حس تنکے کی طرح بہنے سے قبل سینکڑوں اور ہزاروں مرتبہ ”ترکہ“ سلیمانی، کو استعمال کرے گا۔ اور کوئی بھی زندہ عقل اسے جلد مشتعل ہونے نہیں دے گی۔ اور اس طرح قتل و غارت گری، خدا کی حسیں مخلوق کے چہرے پہ تیزاب ڈالنے اور عضو انسانی کو قطع و برید کرنے کا معاملہ کم ہی نہیں بلکہ ”نہیں“ کی حد تک پہنچ جائے گا اور روئے زمین انسانی خون سے سیرابی کے باعث بنجر اور ناقابل کاشت ہونے سے محفوظ ہو جائے گی۔ مگر اس کے برخلاف اگر ”قصاص“ کا حکم نہ ہو اور سرکشی پہ آمادہ شخص کو یہ معلوم ہو کہ وہ دوسرے انسان کی جان لینے کے بعد بھی گلشنِ زیست کی معطر کلیاں (اگرچہ ہلکی خاردار ہی ہوں) چن سکے گا اور ”ماڈرن انصاف“ اس کی زندگی کا ضامن ہو گا تو پھر اسے معمولی اور باتوں پہ بھی اپنے ہم نوعوں کو قتل کرنے اور اشتعال کے جذبات میں جھلس کر دوسروں کو آگ میں ڈالنے سے کوئی نہیں روک سکے گا کیوں روکنے والا صرف قانون ہوتا ہے اور وہ بے چارہ تو اب بوڑھا ہو کر وظیفہ خواری کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو چکا ہے۔

اسی طرح اسلام نے حفظِ نسل کی خاطر محسن اور محسنہ (شادی شدہ مرد و عورت) کو زنا کی پاداش میں رجم کرنے کا حکم دیا ہے:

”الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَإِذَا جُمُوهُمَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ“

گلفشاں مسجد

www.gulfishanmasjid.com

شادی شدہ مرد و عورت اگر زنا کریں تو انہیں سنگسار کرو یہ سزا (دیگر انسانوں کے لیے) اللہ کی جانب سے عبرت اور عقاب ہوگی۔“

تاکہ بدکاری کا بازار بند رہے تو نسل انسانی کی صیانت اور مہذب معاشرے کی تشکیل آسان و سہل تر ہو سکے۔ اسی کے مثل قرآن حکیم نے ملک اور شہریوں کی حفاظت کی خاطر ڈاکوؤں کے قتل اور چوروں کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے جو عقل انسانی (اور خود بائبل کی رو سے درست ہے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے) کے عین مطابق ہے کیوں کہ ناقابل برداشت سزاؤں کا تصور اور اس کا ہمہ وقت خیال ہی مباشرت جرم سے روکنے کا سب سے اہم اور موثر ہتھیار ہے۔ عبرت ناک سزاؤں کو دیکھ لینے کے بعد کوئی بھی ان چیزوں کی طرف اضطراب کے بغیر ہرگز مائل نہ ہوگا (جیسا کہ آگے خود بائبل کے الفاظ میں آرہا ہے۔) برخلاف اس کے اگر قانون ”تار عنکبوت“ سے بنایا گیا ہو یا اس کی گرفت ڈھیلی ہو تو پھر ”لا قانونیت“ کا ہی قانون چلے گا اور انہیں کے متحدہ الائنس کو اقتدار کی زریں کرسی نصیب ہوگی جیسے آج کل کے ”ماڈرن اور ترقی یافتہ دور“ میں ہو رہا ہے کہ عملاً صدر اور وزیراعظم سے زیادہ اختیارات ”لا قانونیت“ اور ان کے رضاعی ماں باپ (جرائم پیشہ سیاست دانوں) کو حاصل ہیں۔

اسلامی حدود و قصاص بائبل کی نظر میں

روشن خیالی، اسلاف بیزاری اور جدت پسندی کی مسموم ہواؤں سے سارے جہاں کے موسم کی بہاروں کو جلا کر ”نمرودی خزاں“ کے ”نادر جلوے“ دکھانے والی اور قصاص کی وجہ سے (صرف قصاص ہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ اور بہت سی چیزوں میں اسلام کی بے جا مخالفت میں دن و رات کے چین و سکون ختم کر دینے والی اور) اسلام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن و حدیث اور اللہ عزوجل کی ”احقانہ دشمنی“ خرید کر بلا عوض ”فروخت“ کرنے والی قوم عیسائیوں کی کتاب مقدس بائبل بھی ”حکم قصاص و سزائے موت“ سمیت دیگر حدود میں اسلام اور شریعت اسلامیہ کی موافقت کرتی اور عالمگیر آفاقی پیغام قرآن حکیم کے شانہ بشانہ اور اس کے قدم سے قدم ملا کر چلتی ہوئی نظر آتی ہے۔

عضو کا قصاص عضو اور جلانے کا قصاص جلانا ہے

گلفشاں مسجد

www.gulfishanmasjid.com

قصاص کے متعلق بائبل میں معزز نبی موسیٰ علیہ السلام کا قول صادق (بائبل میں تین طرح کی آیات ہیں۔

(1) جن کے بطلان میں کوئی شبہ نہیں جیسے ہارون علیہ السلام کی طرف بت پرستی اور لوط

علیہ السلام کی طرف اپنی بیٹیوں سے بدکاری کی نسبت، معاذ اللہ، صد معاذ اللہ!

(2) جن کے حق ہونے میں کوئی ریب نہیں جیسے فرعون سے نجات اور اس کے لشکر سمیت ڈوبنے کا واقعہ۔

(3) جن کی حقانیت و بطلان کے متعلق سکوت ہی اولیٰ و مناسب ہے جیسے حضرت سلیمان

علیہ و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام کے ازواج کی تعداد) ان الفاظ میں مذکور ہے:

The payment will be life for life, eye for eye, tooth for tooth, head for head, foot for foot, burn for burn, cut for cut, and bruise for bruise.

[Exodus 21/25, published by American Bible Society New York]

جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت، ہاتھ کے بدلے ہاتھ، پاؤں کے بدلے پاؤں، کاٹنے کے بدلے کاٹنا، زخم کے بدلے زخم اور جلانے کا قصاص جلانا۔

کیا بائبل کی یہ آیت قرآن حکیم کے مندرجہ ذیل آیت کا ترجمہ نہیں ہے؟

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ، وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ، وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ، وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ، وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ، وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ.

”ہم نے بنی اسرائیل پہ تورات میں یہ بات فرض کی ہے کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے قصاص بھی انہیں کے مثل ہیں“ (یہ احکام اسلام میں بھی باقی ہیں)۔

(سورة المائدة: ۴۵)

گلفشاں مسجد

www.gulfishanmasjid.com

جب بائبل اور قرآن میں حدود و قصاص یکساں ہیں تو پھر کس طرح قرآن دہشت گردی کا داعی اور بائبل امن کا پیامبر بن گیا؟؟؟

بائبل پہ ایمان رکھنے والے ذرا یہ بتائیں کہ

انسانوں کو جلانا کیسا ہے؟

کیا یہ حقوق انسانی کی محافظت ہے؟

ایک طرف انصاف پسندی اور روشن خیالی کا نعرہ لگا کر غریب اور پسماندہ ممالک سمیت ترقی پذیر سلطنتوں کو بھی ذہنی اور معاشی غلام بنانے کی تگ و دو میں رہتے ہیں اور دوسری طرف اسی بائبل کا ترجمہ دنیا کی ہر زبان میں کروا کے مفت اور رعایتی قیمتوں میں تقسیم کیا جاتا اور اسے نجات دہندہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے جس میں یہ وحشیانہ احکام ہیں۔ یہ دو غلی پالیسی کب تک؟

کیا بائبل کی طرح قرآن حکیم میں بھی آدم کی اولاد کو زندہ یا مردہ جلانے کا حکم ہے؟

ماں اور بیٹی اگر ایک ہی مرد سے شادی کریں تو تینوں سنگسار کئے جائیں

اگر کسی شخص نے ایک عورت اور اس کی بیٹی دونوں سے نکاح کر لیا تو اس کی سزا بائبل میں ان الفاظ میں مذکور ہے:

It is not natural for a man to marry both a mother & her daughter, and so all three of them will be burnt to death.

[Leviticus 20/14, Published by ABS New York]

یہ فطرت کے خلاف ہے کہ کوئی شخص ایک عورت اور اس کی بیٹی دونوں سے نکاح کرے، (اگر ایسا ہوتا ہے تو) ان تینوں کو مرنے تک آگ میں ڈالے رکھو۔

اسلام نے بھی ایسی شادی کو حرام قرار دیا ہے۔

گلفشاں مسجد

www.gulfishanmasjid.com

اللہ عزوجل کا واضح ارشاد ہے: ”وَرَبَّائِكُمُ الَّذِينَ فِي حُجُورِكُمْ“

اور تم یہ تمہاری بیویوں کی بیٹیاں حرام ہیں۔

(سورة النسا: ۲۳)

لیکن اسلام نے ایسے شخص کے لیے جلانے جیسا سنگدلانہ اور ”دہشت گردانہ“ حکم نہیں دیا ہے۔

زنا کی سزا قتل

اور زانیوں کی سزا کا ذکر کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام سرکش قوم بنی اسرائیل کو حکم خدا سناتے ہیں:

Take them both to town gate & stone them to death you must get rid of the evil they brought into your community.

[Deuteronomy 22/24, Published by ABS New York]

زنا کرنے والے مرد و عورت کو شہر کے دروازے پہ لا کر پتھر مارتے رہو یہاں تک وہ مرجائیں، تم اسی طرح اپنی سوسائٹی سے اس غلاظت کو دور کرو جو ان دونوں کی وجہ سے در آئی ہے۔

کیا یہ اسلام کے مندرجہ ذیل حکم کے ہم معنی نہیں ہے؟

”الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنِيَا فَأَرْجُمُوهُمَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ“۔

جب شادی شدہ مرد و عورت زنا کریں تو انہیں سنگسار کرو، یہ سزا اللہ کی جانب سے (دوسروں کے لیے) عبرت ہے۔“

زنا کی سزا آگ

گلفشاں مسجد

www.gulfishanmasjid.com

بائبل میں زنا کی ایک عجیب و غریب سزا کا بھی ذکر ملتا ہے۔ بنی اسرائیل کے بادشاہ و پیغمبر یہوداہ کو یہ خبر دی گئی کہ:

Your daughter in law Tamar has behaved like a prostitute & now she is pregnant,
"Drag her out of town & burn her to death" Judah shouted.

[Genesis 38/24, Published by ABS New York]

تمہاری بہو نے طوائف سا کام کیا ہے اور اب وہ حاملہ ہے، یہ سن کر یہوداہ انتہائی غصے میں چخ پڑے: ”اسے شہر کے باہر لے جاؤ اور جلا کر خاکستر کر دو۔“

(یہ اور بات ہے کہ وہ حمل اسی ”مقدس اور پاکباز“ کا تھا۔ سفر التکوین: ۳۸/۱۸-۳۰، بائبل کا اردو ترجمہ بنام ”کتاب مقدس“ مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور۔)

اسلام نے صرف زانیوں کے لیے یہ حکم دیا کہ:

”الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةً جَلْدَةً“

زنا کرنے والے مرد و عورت کو سو سو کوڑے لگائے جائیں۔“

(سورة النور: ۲)

تو اس پر ساری دنیائے عیسائیت چخ پڑی کہ انسانوں کو کوڑے لگانا انسانیت کے خلاف اور ایک بہیمانہ اقدام ہے مگر یہاں ایک زندہ اور حاملہ عورت کو جلانے کا حکم دیا گیا مگر پھر بھی انسانیت پہ آنچ نہیں آئی۔ علاوہ ازیں قصور اور گناہ اس زانیہ عورت کا ہے نہ کہ اس کے پیٹ میں پل رہے اس ننھی سی کلی کا جس نے دنیا دیکھا ہی نہیں۔ جسے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ نیکی و بدی کیا ہوتی ہے۔ پھر آخر اس بچے کا کیا قصور ہے جو اسے کائنات اور اس کے ظالم و شقی باشندوں کو دیکھنے سے قبل ہی آتش نمرود کے حوالے کیا جا رہا ہے؟

گلفشاں مسجد

www.gulfishanmasjid.com

کیا یہی انسانیت ہے؟

کیا یہی انسانی حقوق کی حفاظت ہے؟

ایک طرف بائبل کے اس اقتباس کو ذہن میں رکھیے اور دوسری طرف احادیث و سیر کی کتابوں میں محفوظ اس واقعہ کو مد نظر رکھیے اور پھر اپنے زندہ ضمیر پہ ہاتھ رکھ کر پوچھئے کہ حقوق انسانی کا محافظ کون ہے:

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایک زانیہ عورت پیش ہوئی۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس سے زنا کا صدور ہوا ہے تو امیر المؤمنین نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ امیر المؤمنین کے ذریعے رجم کا حکم سنائے جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عورت کو مجلس سے الگ لے گئے اور اس سے کچھ گفتگو کی۔ واپس آئے اور حضرت عمر سے کہا: امیر المؤمنین! اس عورت کی سنگساری کی سزا کچھ مہینوں کے لیے موخر کر دی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سبب دریافت کیا تو علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جواب دیا: یہ عورت حاملہ ہے۔ اور چوں کہ گناہ اس سے سرزد ہوا ہے نہ کہ اس کے جنین سے لہذا سزا کو موخر کر دیا جائے تاکہ سزا صرف اسی کو ملے اور وہ جنین اس سے محفوظ رہے۔ یہ سن کر حضرت عمر نے جو جواب دیا وہ حقوق انسانی کے محافظوں کے لیے ایک مشعل راہ ہے جس کی روشنی میں انہیں ہدایت ہی ملے گی:

”لَوْلَا عَلِيٌّ لَهْلَكَ عَمْرٌ“۔

آج اگر علی نہ ہوتے تو (ایک بے قصور کو قتل کرا کے) عمر ہلاک ہو جاتے۔

کیا ان تمام امور کے ہوتے ہوئے یہ کہنا صحیح ہو گا کہ اسلام کے حدود تعزیرات انسانیت شکن اور حقوق بشری مخالف ہیں...؟؟

والدین کی نافرمانی کی سزا سنگساری

گلفشاں مسجد

www.gulfishanmasjid.com

اور بار بار تنبیہ کے باوجود نافرمانی و سرکشی سے باز نہ آنے والے بیٹوں کے متعلق بائبل نے موسیٰ علیہ السلام کی زبانی حکم الہی کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

The men of the town will stone that son to death.

[Deuteronomy 21/21, Published by ABS New York]

اہلین شہر اس سرکش بیٹے کو پتھروں سے مار مار کر قتل کر دیں۔

اغوا کی سزا قتل

اور اغوا کاروں کی حد کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا:

If you are guilty of kidnapping Israelites & forcing them into slavery you will be put to death to remove this evil from the community.

[Deuteronomy 24/7, Exodus 21/16, Published by ABS New York]

اگر تم اسرائیل کے کسی فرد کے اغوا یا انہیں غلام بنانے کے جرم میں ملوث پائے گئے تو تم قتل کر دئے جاؤ گے تاکہ اس برائی سے معاشرہ کی صفائی ہو سکے۔

مجرموں کی سزا صرف قتل ہے

جرائم پیشہ افراد کے لیے موسیٰ علیہ السلام کی زبانی یہ پیغام دیا گیا:

If a criminal put to death, and you hang the dead body on a tree, you must not let it hang tree overnight bury it same day because the dead body of a criminal will bring god's curse on the land.

[Deuteronomy 21/22, 23 Published by ABS New York]

گلفشاں مسجد

www.gulfishanmasjid.com

کر منلوں کو سزائے موت دینے کے بعد ان کی لاشوں کو پوری رات درخت پہ جھولتے ہوئے نہ چھوڑو بلکہ ان کی لاشوں کو اسی دن دفن کر دو، کیوں کہ ان گناہ گاروں کی نعشوں کے سبب زمین پر عذابِ الہی نازل ہوتا ہے۔“

غلطی کسی کی سزا کسی کو

قرآن حکیم فرماتا ہے:

”لَهُمَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ“

ہر آدمی کو سزا و جزا اس کے اپنے اعمال کی بنیاد پر دی جائے گی۔

(سورۃ البقرة: ۲۸۶)

مگر بائبل کی دنیا میں سیر کرنے والوں کو ایک عجب خاردار اور ”آدم خورستان“ نظر آتا ہے۔ بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے ان کا ”خدا“ فرماتا ہے:

If you reject me I will punish your families for three or four generation.

[Exodus 20/5, 34/7 Published by ABS New York]

اگر تم میرا انکار کرو گے تو میں تمہارے خاندان اور گھر والوں کو تین یا چار نسلوں تک سزا دیتا رہوں گا۔“

غلطی کسی کی اور سزا کسی اور کو،

شاید کسی شاعر نے اسی طرح کے انصاف کو دیکھ کر درج ذیل مصرعہ کہا تھا:

ع لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

گلفشاں مسجد

www.gulfishanmasjid.com

سبت کا احترام نہ کرنے کی سزا قتل

بنی اسرائیل کے لیے سبت کا دن نہایت معزز و مکرم تھا۔ وہ دن اتنا محترم تھا کہ اس دن مریضوں کا علاج کرنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ عیسیٰ علیہ السلام پہ یہودی رہیوں کے الزامات میں سے ایک الزام یہ بھی تھا کہ وہ سبت کی عظمت کو توڑتے ہوئے سبت کے روز بھی لوگوں کو شفا رسانی کا کام انجام دیتے ہیں۔ جب سبت کا معاملہ اتنا سخت تو یقیناً اس کی سزا بھی اتنی ہی شدید ہوگی۔ ایک مرتبہ ایک ”بے چارہ“ سبت کے دن جنگل میں لکڑیاں عنتے ہوئے دیکھا گیا۔ اب آگے کی کہانی خود بائبل کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

He was taken to Moses, Aron and the rest of the community. But no one knew what to do with him so he was not allowed to leave, then the Lord said to Moses: tell the people to take that man outside the camp & stone him to death. So he was killed just as the Lord had commanded Moses.

[Numbers 15/32-36]

اس شخص کو پکڑ کر موسیٰ، ہارون علیہما السلام اور قوم کے بقیہ افراد کی طرف لے جایا گیا۔ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کس طرح کا سلوک کیا جائے اسی لیے اسے مقدس جگہ میں رہنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ کچھ دیر بعد خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اس شخص کو لے کر خیمہ کے باہر لے جاؤ اور اس پر پتھر برساتے رہو یہاں تک وہ ایں جہانی سے آں جہانی ہو جائے۔“

اس شخص نے صرف لکڑیاں چن لیں اور سبت کے دن اس کام سے باز نہ آیا تو اسے سنگسار کر دیا مگر پھر بھی انسانیت شرمسار نہ ہوئی۔ حقوق انسانی کی حفاظتی دیوار منہدم نہ ہوئی جب کہ اس کے اس عمل سے کسی کی بھی جان و مال یا عزت آبرو کو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچا مگر اسلام نے حفظ نسل، حفظ مال، حفظ نفس اور صیانت آبرو کے لیے قاتلوں، چوروں، قزاقوں اور زانیوں کے لیے مختلف قسم کی سزائیں مقرر کر دیں تو ان سے حقوق بشر کی پامالی ہو گئی۔ یہ دوہرا معیار کب تک...؟

سزائوں کی حکمتیں

گلفشاں مسجد

www.gulfishanmasjid.com

اور ان تمام سزاؤں کی حکمت و علت بیان کرتے ہوئے کہا گیا:

Because they must get rid for evil he brought into the community, everyone in Israel will be afraid when they hear how he was punished.

[Deuteronomy 21/21, Published by ABS New York]

کیوں کہ انہوں نے ان برائیوں کے سبب سماج میں کافی پر آگندگی پھیلانی ہے، (تو اس کی تطہیر کا کام بھی انہیں کے خون سے انجام دیا جائے) تاکہ یہ خبر سن کر اور ان کا حشر دیکھ کر تمام اسرائیلی (ان برائیوں کے ارتکاب سے) خوف کھانے لگے۔

کیا بائبل کا یہ اقتباس قرآن حکیم کی اس آیت کا مفہوم نہیں ہے:

”وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ“

اے دانشمندو! تمہارے لئے قصاص میں ہی زندگی ہے۔“

(سورة البقرة: ۱۷۹)

اسلامی حدود و قصاص عقل سلیم کی نظر میں

ساحل پہ بیٹھ کر اور ظاہر نظر سے دیکھا جائے تو حدود و عقوبات عقل مخالف اور ہوش و خرد سے بیگانگی پہ دال محسوس ہوتے ہیں۔ مرنے والا مر چکا ہے اب اس کے بدلے میں قاتل کو قتل کر دیا جائے یا اسے دس بیس سال کے لیے قید خانے میں ڈال دیا جائے تو بھی وہ زندہ نہیں ہو سکے گا۔ اب ایسے میں ایک انسان کو بلا وجہ قتل کرنا کہاں کی دانش مندی ہے...؟؟ مگر جب دانشمندی کے سمندر میں اتر کر غور کیا جائے تو یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ سطح ساحل سے جو بے کار شے نظر آتی تھی وہ حقیقت میں سیپ ہے جس میں حفاظت انسانی کے قیمتی موتی پنہاں ہیں۔ اگر قتل و جراحات کی سزائیں نہ ہوں اور شرارت پسندوں کو لوگوں کی عزت و آبرو اور ان کی جان و مال سے کھیلنے کی چھوٹ دے دی جائے تو پھر دنیا سے شرافت اور شریف ناپید ہو جائیں گے۔ اور یہ دنیا صرف امن مخالفوں کا آشیانہ رہ

گلفشاں مسجد

www.gulfishanmasjid.com

جائے گا۔ آئین و قانون اور صدق و امانت اور انسانیت و آدمیت نام کی ہر چیز کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ اور اگر جرم کی سزا شدید ترین ہو تو نظام حکومت بھی چست ہو گا اور ہر طرف امن امان کا ہی دور دورہ ہو گا۔

۲۰۰۲ء میں لال کرشن اڈوانی جب ہندوستان کے وزیر داخلہ اور نائب وزیر اعظم دونوں عہدوں پر بر اجماع تھے۔ اس وقت دہلی میں عصمت دری کا ایک سیلاب سا آگیا۔ پورے ملک میں کافی ہنگامہ برپا تھا تو وزیر داخلہ مسٹر اڈوانی نے قرآنی حکمتوں کو سامنے رکھتے ہوئے خواتین کی عصمت پہ ڈاکہ ڈالنے والوں کے لیے حکومت سے ”سزائے موت“ کا قانون بنانے کی مانگ کی تھی۔

ہندوستان میں گذشتہ تین چار ماہ سے آنر کلنگ یعنی غیرت و حمیت کے نام پر قتل کا معاملہ کافی زوروں پہ ہے۔ سماجی غیرت کے نام پر آئے دن نوجوان جوڑوں کو نشانہ بنایا جا رہا اور ان کا قتل کیا جا رہا ہے۔ ماہ اپریل ۲۰۱۰ء میں پہلے آنر کلنگ معاملے میں سنوائی کرتے ہوئے ہریانہ کی ایک ذیلی عدالت نے مجرموں کو موت کی سزا سناتے ہوئے یہ تبصرہ کیا:

اس طرح کے واقعات کو روکنے اور انسانی جانوں کی حفاظت کے لیے اسی طرح کی سخت سزائیں کارآمد ہو سکتی ہیں ورنہ ہمارے سماج کے شر پسند عناصر مزید بے لگام ہو کر معاشرے اور ملک کا سارا سکون غارت کر دیں گے اور قومی نظام درہم برہم کر دیں گے۔

اسلامی آئین و قوانین اور حدود، حکمت، بائبل، عقل سلیم اور دانش وروں کے عین مطابق ہیں۔

”الْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ“

فضل و کمال وہ ہے جس کی گواہی دشمن بھی دیں۔

گلفشاں مسجد

www.gulfishanmasjid.com